خاندانی نظام کی اہمیت

علامہ سید محمد رضی صاحب قبلہ، کراچی

اسلام نے جہاں انسانی معاشرہ کے اجتماعی نظام کو اس طرح پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا کہ اس کا کوئی ایسا گوشہ اور شعبہ باقی نہ رہ سکا جس میں اس کی فلاح و بہبود کا بھر پور تصور نہ پایا جاتا ہو، ساتھ ہی اس نے حقوق و اخلاق اور احساسِ فرض کے اعلیٰ اصول اور مستحکم ترین بنیادوں پر معاشرہ کی چھوٹی اور جزئی تقسیموں کی بھی بہترین طریقہ سے تنظیم کی اور اس کے لئے ہمیں انتہائی معتدل اور منصفانہ ضابطے اور قانون تعلیم کئے۔

یوں تو ہر فرد ہی کی زندگی اور کارکردگی معاشرہ کی اجتماعی خوشحالی یا بدحالی اور ترقی یا تنزل سے گہرا لگاؤ رکھتی ہے اور اس کے لئے وہ اپنی حد تک بڑا مؤثر کردار ادا کرتی رہتی ہے لیکن جب فرد کی وحدت وسیع تر ہو کر معاشرہ کی نسبتاً بڑی تقسیموں کی شکل اختیار کر لیتی ہے تو پھر اس کے دائرۂ عمل اور کارکردگی میں بھی لازمی طور پر اضافہ ہونا ضروری ہو جاتا ہے اور اس کا عمل بھی مؤثر ترین بن جاتا ہے۔

انسانی حیاتِ اجتماعی کی چھوٹی وحدتوں اور جزئی تقسیموں میں واضح طور پر خاندانی نظام کو بڑی اہمیت اور بہت اونچا مقام حاصل ہے کیونکہ اصولی حیثیت سے وہ بہ نسبت فرد کے معاشرہ کے عام اجتماعی نظام سے نزدیک تر ہے۔

اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا کہ اسلام کے نزدیک فرد کی عزت اور مرتبہ صرف اس کے شخصی کردار اور عملی امتیاز ہی پر منحصر ہے لیکن اس سے بھی انکار ممکن نہیں ہے کہ وہ بہر حال اپنی اجتماعی زندگی میں پیدائشی طور پر انسانوں کے ایک جتھے کا رکن بھی ہوتا ہے جسے اس کا کُنبہ، گھرانا اور خاندان کہتے ہیں اور اس طرح معاشرے کی اس اہم ترین چھوٹی وحدت کی طرف سے اس پر کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہو جاتی ہیں جن کو انجام دینا اس کی اجتماعی زندگی کا اہم ترین فریضہ ہے۔ اسی سلسلہ میں ہمیں اس پر بھی غور کرنا ہے کہ اسلامی نقطۂ نظر سے وہ کیا حقوق و فرائض ہیں جو فرد اور خاندان سے متعلق ہمیں تعلیم دیئے گئے ہیں۔ تو ہم دیکھتے ہیں کہ پیدائش کے بعد انسان کا پہلا تعلق جن لوگوں سے ہوتا ہے وہ اس کے ماں باپ ہیں۔ وہی اس کی پیدائش کا وسیلہ اور تربیت و حفاظت کا ذریعہ ہوتے ہیں اگر وہ نہ ہوں تو نہ اس کا وجود ہی ہوتا ہے اور نہ اس کی زندگی۔ تربیت اور نگہداشت کے وہ طریقے ممکن ہیں جو والدین کی وجہ سے بہ آسانی ممکن ہو سکتے ہیں۔ اسی بنا پر اسلام نے بھی والدین کو بڑی اہمیت دی ہے اور ان دونوں میں بھی ماں کو جو خصوصیت حاصل ہے وہ باپ کو نہیں ہے کیوں کہ ماں کا عمل اور اس کی خدمت اولاد کے حق میں بڑی جفاکشی، برداشت اور مسلسل محنت پر مشتمل ہوا کرتی ہے۔ حمل کے زمانہ اور اس کے بعد کے انتہائی روح فرسا مرحلوں سے اسی کو گذرنا پڑتا ہے اور اسی کی گود بچہ کی سب سے پہلی تربیت گاہ ہوا کرتی ہے۔ وہی زندگی کی ابتدائی منزل میں اس کا سب سے بڑا سہارا ہوتی ہے جب کہ باپ کی خدمت اس کے مقابلہ میں اور نسبتاً محدود اور بہر حال کم ہے۔ لیکن دوسروں کے مقابلہ میں باپ کو ہر صورت میں ترجیح حاصل ہے اور اسی وجہ سے اسلام نے بھی مجموعی طور پر ان دونوں ہی کو خاندانی نظام میں سب سے اونچا مرتبہ دیا ہے۔ سورۂ احقاف میں اللہ کا ارشاد ہے (آیۃ:۵) ترجمہ یہ ہے: ''ہم نے انسان کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ

کے ساتھ نیکی کرے۔اس کی ماں نے اسے دکھ جھیل کر اپنے شکم میں رکھا اور تکلیف ہی کے ساتھ اسے جنم دیا ہے‘‘ حد ہے والدین کے احترام کی، کہ اللہ نے اسے اپنی عبادت کے حکم کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ سورۂ نساء آیۃ ۳۶ میں اسی مفہوم کی آیت موجود ہے’’اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کا برتاؤ کرو۔‘‘ قرآنِ حکیم میں بہ کثرت اسی قسم کی تعلیم ملتی ہے۔جس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ اسلامی شریعت میں خاندانی نظام کی اس پہلی اور اہم ترین کڑی کو کس قدر بلند درجہ حاصل ہے۔اس سلسلہ میں ابھی یہ بیان کیا گیا تھا کہ باپ کے مقابلہ میں ماں کے جائز حقوق کو اوّلیت حاصل ہے۔اس کے ثبوت میں بے جانہ ہوگا،اگر میں اپنے ناظرین کی توجہ ایک حدیث کی طرف مبذول کروں جس میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کے اس سوال کے جواب میں کہ یارسولؐ اللہ میرے اچھے برتاؤ اور حسن سلوک کا کون شخص سب سے زیادہ مستحق ہے، یہ فرمایا تھا کہ تمہاری ماں! اس نے پھر عرض کی کون؟ آپ نے فرمایا: تمہاری ماں۔ اس نے تیسری مرتبہ پھر یہی پوچھا۔ پھر یہی جواب ملا۔اس نے جسارت کرکے چوتھی مرتبہ پھر دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: تمہارا باپ۔اس طرح تین مرتبہ ماں کا نام اور صرف ایک مرتبہ باپ کا نام لیا۔ اس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ خاندانی نظام میں ماں اور اس کے بعد پھر باپ کی منزل کیا ہے۔ایک دوسری حدیث میں حضورؐ نے چار بڑے گناہوں کا ذکر فرمایا ہے اور اُن میں سب سے پیشتر ماں ہی کی نافرمانی کے گناہ کا ذکر ہے۔غرض قرآنِ پاک میں جابجا والدین کے حقوق کا ذکر موجود ہے اور اسی لئے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ جب کسی کو کوئی مالی فائدہ پہنچے تو وہ ہر ممکن صورت میں ماں باپ کا سب سے پہلے خیال رکھے،سورۂ بقرہ آیۃ ۲۱۵ میں اسی بات کی طرف ان لفظوں میں اشارہ پایا جاتا ہے: ’’قُلْ مَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ‘‘ جو کچھ تم اپنی نیک کمائی سے خرچ کرو، وہ تمہارے ماں باپ اور قرابت داروں کا حق ہے۔اس فرمان کے بعد پھر یتیموں، محتاجوں اور پردیسیوں کا ذکر ہے۔ غرض ہر صورت میں ماں باپ اور ان کے بعد دوسرے رشتہ داروں کی مدد اور خدمت دوسرے لوگوں پر مقدم کردی ہے، عام اس سے کہ وہ مدد اور خدمت اقتصادی نوعیت کی ہو یا کسی اور نوعیت کی۔ رشتہ داروں میں بھی واقعی استحقاق کے ساتھ نسبی قرب کو ہر صورت میں ترجیح حاصل ہوگی۔

ماں کی خصوصی تعظیم کے حکم سے یہ بات بھی صاف ہوجاتی ہے کہ اسلام میں عورت کا کیا درجہ ہے جسے دنیا کی اور قوموں نے ہمیشہ اس کے جائز حقوق سے محروم کر رکھا تھا۔ یہ اسلام ہی ہے جس نے اس کی عزت واحترام سے نوعِ بشر کو روشناس ہونے کا موقع دیا۔اس طرح کہ کبھی ماں کی منزل بتائی کبھی بہن کا مرتبہ سمجھایا اور کبھی بیٹی کا رتبہ تعلیم دیا اور کبھی زوجہ کے حقوق کی تشریح کی ان لفظوں میں: ’’وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ‘‘ (سورۂ بقرہ: ۲۲۸) یعنی عورتوں کا حق دستورِ شریعت کے مطابق مردوں پر ویسا ہی ہے جیسا کہ خود مردوں کا حق عورتوں پر ہے۔ صرف اس صورت پر کہ مردوں کو عورتوں کے مقابلہ میں ایک حد تک کچھ فوقیت ضرور حاصل ہے۔ گھر والوں اور خاندان والوں کے حقوق سے متعلق حدیث میں ایک بڑا جامع جملہ ارشاد ہوا ہے حضور فرماتے ہیں: ’’خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ‘‘ تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے اہل وعیال کے لئے سب سے بہتر ثابت ہو۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کے بارے میں میری وصیّت کو قبول کرو۔ ساتھ ہی عورتوں کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ وہ ایسے مردوں کی تعظیم اور ان کے حقوق کا پورا خیال رکھیں جن کی تعظیم واحترام اور حقوق کا خیال ضروری ہے۔ایسے افراد میں جن لوگوں کا خاندان سے تعلق ہوتا ہے ان میں جیسے باپ، بھائی اور دوسرے رشتہ دار خواہ وہ نسبی رشتہ دار ہوں یا سببی اور ازدواجی رشتہ داری رکھتے ہوں۔ سورۂ نساء میں تمام رشتہ داروں کے ساتھ صلۂ رحم اور حسن سلوک کرنے کے لئے بڑی جامعیت کے ساتھ اس طرح فرمایا گیا

ہے۔(آیہ:۱) ترجمہ یہ ہے: ''جس اللہ کا تم واسطہ دے کر ایک دوسرے سے درخواست اور سوال کرتے ہو خود اس کا اور اپنے تمام رشتے داروں کا خیال رکھو'' ظاہر ہے کہ اس فرمانِ خداوندی کی وسعت میں ہر طرح کا پاس ولحاظ شامل ہے خواہ وہ اخلاقی ہو، اقتصادی ہو، تعلیمی ہو، تربیتی ہو یا کسی اور طرح کا ہو، جہاں تک ماں باپ کے حقوق کا تعلق ہے اور قوموں نے بھی انھیں کچھ حق دیئے ہیں اگر چہ وہ اسلام کے دیئے ہوئے حقوق کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہیں لیکن خود ماں باپ پر اولاد کے حقوق کو صرف ایک اسلام ہی ہے جس نے ہمیں بتایا ہے۔ کہیں ان لفظوں میں کہ یہ اللہ کی طرف سے تمہارے لئے تحفہ ہیں اور کہیں دوسرے طریقوں سے۔ اس سلسلہ میں جہاں قرآنِ پاک میں یہ فرمایا گیا ہے (سورۂ انعام آیۃ: ۱۵۱) ''وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ'' اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ یا سورۂ تحریم کے ان لفظوں میں جن کا ترجمہ یہ ہے: (آیۃ:۶) ''اے ایمان والو! تم خود اپنے کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ۔''

یہاں قتلِ اولاد اور انھیں آگ سے بچانے کے فرمان میں ہر طرح کا بچاؤ شامل ہے۔ خواہ وہ اخلاقی ہو، اعتقادی یا عملی اور ماڈی ہو۔ مختصر یہ ہے کہ اسلام نے ہر شخص کو اس کے خاندان اور گھرانے کی اہمیت اس طرح سمجھائی ہے کہ اس سے بہتر نہ تو کوئی طریقہ ممکن ہے اور نہ کوئی نظام۔ یہاں اس بات کو خوب سمجھ لینا چاہئے کہ یہ خاندانی اہمیت کسی حال میں بھی کنبہ پروری نہیں ہوسکتی بلکہ یہ پہلا زینہ ہے اور پہلی منزل معاشرہ اور قوم کی خدمت اور تعظیم کے لئے۔ اس لئے کہ جو شخص اپنی ذات کے مفاد کو اپنے چند قریبی رشتہ داروں کے لئے قربان نہیں کرسکتا وہ قوم کے لئے اپنے مفاد کی قربانی کس طرح دے سکتا ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ جس خاندانی نظام کی اہمیت کا اسلام نے سبق دیا ہے وہ درحقیقت ایک عظیم باب اور مؤثر ترین وسیلہ ہے قومی مفاد اور پورے معاشرہ کی فلاح وبہبود کی تعلیم کا۔

✡✡✡